HITEC ISLAMICUS
Available Online:
https://
Online ISSN: 0000-0000 - Print ISSN: 2521-0777

مکمل خودکار ہتھیار بنانے اور جنگوں میں استعمال کرنے کی شرعی حیثیت

Manufacturing autonomous weapons and their use in war in the view of Islamic Sharia

مفتی غلام ماجد
سینئر ریسرچ آفیسر، اسلامی نظریاتی کونسل
gmajid203@gmail.com

Abstract:

In the contemporary era, rapid advancements and ground-breaking innovations are transforming every aspect of life, including the field of warfare. New technologies, weapons, and combat systems are being developed at an unprecedented pace. Alongside these developments, critical debates continue to emerge regarding ethical and legal use. Some scholars examine these issues through the lens of international law, while others approach them from the perspective of Islamic jurisprudence. Among these modern innovations are *killer robots* or *autonomous weapons systems*. These weapons are powered by Artificial Intelligence (AI), enabling them to independently identify, target, and destroy enemies without direct human intervention. While this subject has received considerable attention in international legal discourse, research from the standpoint of Islamic Shariah remains limited. What is position of Autonomous weapon in the view of Islamic Shairah? What are the opinion of Exegetes and Jurist in this regard? This paper will answer it. Furthermore this paper seeks to introduce and examine these weapons in light of the Qur’an, Sunnah, classical commentaries (Tafsir), and juristic opinions, especially focusing on detailed legal rulings (fiqhi nuances). The objective is to determine whether the use of such autonomous weapons can be deemed permissible within the framework of Islamic law.

Key words: Autonomous weapons, Islamic Sharia, Manufacturing, Use.

تعارف

دور جدید میں جہاں ہر شعبہ زندگی میں ترقی اور نئی نئی ایجادات سامنے آرہی ہیں، وہیں جنگ کے شعبہ میں بھی آئے روز ترقی اور جدت روز افزوں ہے۔ نئی نئی ایجادات، ہتھیار اور آلات سامنے آرہے ہیں۔ ان نئی اختراعات کے استعمال کے حوالے سے بھی ابحاث بھی ساتھ ساتھ ہی سر اٹھاتی رہتی ہیں، کچھ اہل علم و دانش بین الاقوامی قانون کی روشنی میں گفتگو کرتے ہیں تو دیگر اہل علم شریعت کے پیش نظر گفتگو کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انہی ایجادات میں سے کلر روبوٹس یا خودکار ہتھیار بھی ہیں۔

ان کے استعمال میں مصنوعی ذہانت (AI) کا استعمال کیا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں یہ ہتھیار از خود ہی ہدف کو نشانہ بناتے ہیں اور از خود ہی اسے تباہ کرتے ہیں۔ بین الاقوامی قانون کے تناظر میں اس عنوان پر بہت سی ابحاث موجود ہیں، لیکن اسلامی شریعت کے تناظر میں اس حوالے سے تحقیق کم ہے۔ زیر نظر مقالہ میں ان ہتھیاروں کا تعارف، قرآن و سنت، تفاسیر اور فقہی اقوال بطور خاص فقہی جزئیات کے تناظر میں تحقیق کی گئی ہے کہ آیا ان ہتھیاروں کا استعمال شرعی لحاظ سے درست قرار پاتا ہے یا نہیں۔

تعارف:

خودکار ہتھیار سے مراد ایسا اسلحہ اور ہتھیار ہوتا ہے جس میں انسانی عمل دخل نہیں ہوتا، اہل قانون و شریعت کے ہاں ایک عرصے سے اس کا بنانا اور جنگوں میں استعمال کرنا زیر بحث ہے، اس حوالے سے کئی ایک نام اور عنوان استعمال کئے جاتے ہیں جیسا کہ کلر روبوٹ (Killer Robots)، مکمل خودکار ہتھیاروں کا نظام (Autonomous Weapon System) اس کے مخفف کے طور پر (AWS) استعمال ہوتا ہے اور اسی طرح وضاحت کے لئے (Unmanned System) کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں، اس نظام پر شرعی بحث سے قبل ان معروف اصطلاحات کی اہل فن کی عبارات کی روشنی میں تعریف واضح کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے کلر ربورٹ کا لفظ بہت زیادہ مستعمل ہے اس لئے لفظ ربورٹ کی ایک جامع تعریف یہاں پیش کی جاتی ہے۔

> Robot: A machine that is programmable, that can sense its environment and that can manipulate its environment. Robots can have all shapes and sizes and can be d3esigned for a great variety of function. A machine needs at least some minimal autonomy to be called robot. [1]

[1] Armin Kaishan *Killer Robots: Legality and Ethicality of Autonomous Weapons,* (Surrey: Ashgate Publishing Limited, 2009), 4.

اس کے بعد دوسری زیادہ استعمال ہونے والی اصطلاح مکمل خودکار ہتھیاروں کا نظام ہے (Autonomous Weapon System) اس کی دوٹوک انداز میں تشریح و تعریف انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس (ICRC) نے ان الفاظ میں کی ہے۔

"It is the system which can independently select and attack targets".[2]

مکمل خود مختار یا خودکار ہتھیار میں اس کی خود مختاری کی کیفیت و نوعیت کو واضح کرنے کے لئے مختلف افراد اور اداروں نے اپنے اپنے انداز میں ہتھیاروں کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں جس سے زیر بحث مسئلہ یا ہتھیار کی نوعیت سمجھنے میں بھرپور معاونت ہوتی ہے، یہاں ان میں سے دو اداروں کی بیان کردہ اقسام پیش کی جاتی ہیں۔

ایک ادارہ ہے نیشنل انسٹیوٹ آف سٹینڈرز اینڈ ٹیکنالوجی (NIST) ہے جس نے ہتھیاروں کی حسب ذیل انداز میں انسانی عمل دخل کے اعتبار سے حسب ذیل چار اقسام بیان کی ہیں۔

1. **Fully autonomous:** In this mode the unmanned system operates without human intervention and executes the assigned mission.
2. **Semi-Autonomous:** This is the type in which the unmanned system has the capability to autonomous decisions with the help of human interaction. This system requires some level of human intervention.
3. **Tele-operated system:** In this type the unmanned system received feedback and direction from a human being who is away from the machine.
4. **Remotely Controlled system:** This is the lowest type of autonomous system in which the machine is in need of continues human intervention and the system entirely relies on the human input.[3]

دوسرا اہم ادارہ ہیومن رائٹس واچ ہے، جس نے اس حوالے سے حسب ذیل تین صورتوں کا ذکر ہے۔

I. **Human-in-the Loop Weapon:** In this system the weapon can select and attack the target only with the command of human being.
II. **Human-on-the Loop Weapons:** In this type the weapon can select the target and execute the mission under the observation of

[2] ICRC, *Autonomous Weapons Systems: Techical, Military, Legal and Humanitarian Aspects: Expert Meeting*, (Geneva, 2014), 5

[3] National Institute of Standards Technology, *Autonomy Levels for Unmanned Systems (ALFUS) Framework* (2008), *21*-22

a human being. Further, the human, in this system, has the ability to override the action.

III. **Human-out-of- the Loop Weapons:** This is the most advanced type in which the weapon can select and attack the target without any need of human intervention

اس ضمن میں درج بالا اصطلاحات کے علاوہ ایک اہم ترین اصطلاح کا تعارف بھی لازمی ہے جس کی بنیاد پر زیر بحث ہتھیار خود کار یا خود مختار قرار پایا ہے۔ وہ ایک خاص قسم کا سافٹ وئیر سسٹم ہے جو ان ہتھیاروں میں نصب کیا جاتا ہے اسے مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) اور اختصار کے طور پر (AI) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کی تعریف حسب ذیل الفاظ کی گئی ہے۔

Artificial Intelligence (AI) is intelligence demonstrated by machines, as opposed to the natural intelligence displayed by humans or animals.[4]

یہ ایک ظاہری اور ابتدائی تعارف ہے، جو ظاہری طور پر الفاظ سننے کے بعد ذہن میں آتا ہے، البتہ اس فیلڈ کے افراد حسب ذیل الفاظ میں اس کی تعریف ذکر کرتے ہیں۔

Artificial Intelligence (AI): Software that equips a computerized system (e.g. robot) with some, usually very specific, human-like capabilities such as pattern recognition, text parsing and planning problem-solving. This form of AI is already being utilized in many everyday applications (e.g. word processing). The term "strong artificial intelligence" refers to machine intelligence at, or above, the human level and is a distant long-term research goal. According to most estimates, strong AI may arrive after 2030.[5]

ان ساری اصطلاحات کی تعریف و توضیح سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خود مختار یا مکمل خود کار ہتھیار ایسے جنگی آلات کو کہا جاتا ہے جس میں انسانی اختیار یا کنٹرول کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، یہ خود مختاری ایک مصنوعی ذہانت کے ذریعے حاصل ہوتی ہے، جسے اے آئی (AI) سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہ ایک مخصوص سافٹ وئیر ہے جس کی مدد سے یہ ہتھیار کسی بھی ٹارگٹ کو از خود ہی متعین کرتا ہے اور نشانہ بھی بناتا ہے۔ ان ہتھیاروں میں سے ایک اہم نام کلر ربوٹس کا ہے، اور یہی زیادہ رائج ہے۔

---

4 https://en.wikipedia.org/wiki/Artificial_intelligence

5 Armin Kaishan *Killer Robots: Legality and Ethicality of Autonomous Weapons,* (Surrey: Ashgate Publishing Limited, 2009), 4

مکمل خود مختار ہتھیاروں کے بنانے اور استعمال کرنے کا حکم

ان آلات کے بنانے اور استعمال کرنے پر دو حوالوں سے بحث کی جاسکتی ہے،ایک حوالہ بین الاقوامی قانون انسانیت (IHL)کا ہے،جبکہ دوسرا حوالہ اسلامی شریعت کا ہے۔پہلے حوالے سے اس مقالہ میں بحث نہیں کی جائے گی، صرف دوسرے حوالے سے کچھ نکات پر بحث کرنا پیش نظر ہے۔ اسلامی شریعت کے حوالے سے بحث کرنے سے قبل چند سوالات متعین کرنالازمی ہے، تاکہ ان پر آگے تفصیل ذکر کی جاسکے:

1) جنگی آلات کے حوالے سے شریعت میں انتہائی قوت(Absolut Power)حاصل کرنا شریعت کا تقاضا ہے یازمانہ کے آلات میں سے کچھ ضروری آلات کا حصول کافی ہے؟

2) جنگ کے دوران دشمن کے ہر فرد کو مارنے کا حکم ہے یاان کے کچھ افراد مستثنیٰ ہیں؟

3) جن کو اصولی استثناد یا گیا ہے، کیاان کو بھی قتل کرنے کی صورتیں ہیں یا نہیں؟

4) خودکار ہتھیار کے حوالے سے ممکنہ استدلال اور اس کا جواب

قوت کس قدر ضروری؟

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے کہ اسلامی شریعت نے مسلمانوں کو کس قدر قوت جمع کرنے یا تیار کرنے کا پابند کیا ہے؟ اس کے لئے بنیاد قرآن کریم کی حسب ذیل آیت کریم ہے۔

{وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ}[6]

ترجمہ:(اور تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرواور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کوخوف زدہ رکھ سکو)

اس آیت کے تحت مفسرین نے زمانہ کے تمام جنگی آلات و ہتھیار بنانے کی اجازت اور اولوالامر کی ذمہ داری بیان کی ہے ،اکثر مفسرین کا رجحان اس طرف ہے کہ تمام اور ہر قسم کے نئے ہتھیار اس کے تحت شامل ہیں۔البتہ بعض مفسرین نے آیت کے الفاظ میں "من"کو تبعیضہ قرار دیتے ہوئے بعض ضروری آلات کی موجودگی کافی قرار دی ہے۔ جمہور مفسرین نے آیت کے تحت نبی کریم ﷺ کی طرف سے منقول کلمات" الا ان القوة الرمی" کو قرار دیا ہے

[6] [الأنفال:60]

اور کہا کہ یہ تفسیر نبی کریم ﷺ نے اس لئے فرمائی تھی کیونکہ یہ اس وقت کی کامل ترین قوت تھی۔ چنانچہ بطور نمونہ چند ایک حوالہ جات حسب ذیل ہیں۔

مَا اسْتَطَعْتُمْ اى ما استطعتموه حال كونه مِنْ قُوَّةٍ من كل ما يتقوى به فى الحرب كائنا ما كان من خيل وسلاح وقسى وغيرها. والحصر المستفاد من تعريف الطرفين فى قوله عليه السلام (ألا ان القوة الرمي) من قبيل حصر الكمال لان الرمي أكمل افراد ما يتقوى به فى الحرب[7]

(جو تم طاقت رکھتے ہو، سے مراد یہ ہے کہ قوت ہونے کی صورت میں جس کی بھی تمہیں طاقت ہو، جس کے ذریعے جنگ میں قوت حاصل کی جاتی ہو، گھوڑے، اسلحہ، کپڑے وغیرہ میں سے کچھ بھی ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان (الا ان القوة الرمى) میں جو دو طرفہ حصر ہوا ہے یہ حصر کمال ہے، کیونکہ تیر اندازی جنگی طاقتوں میں سے کامل ترین طاقت تھی)

اسی طرح تفسیر رازی میں بھی یہی لکھا ہے:

قَالَ أَصْحَابُ الْمَعَانِي الْأَوْلَى أَنْ يُقَالَ: هَذَا عَامٌّ فِي كُلِّ مَا يُتَقَوَّى بِهِ عَلَى حَرْبِ الْعَدُوِّ، وَكُلُّ مَا هُوَ آلَةٌ لِلْغَزْوِ وَالْجِهَادِ فَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ الْقُوَّةِ[8]

(اصحاب معانی نے کہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہ حکم دشمن سے جنگ میں ہر قسم کی حاصل کی جانے والی طاقت کو شامل ہے، اور جنگ وجہاد کا ہر آلہ قوت ہی کا حصہ ہے۔)

ان تفاسیر میں درج بالا دلیل کی بنیاد پر "قوت" سے ایسے آلات وہتھیار مراد لئے ہیں جو اپنے زمانہ کی سب سے بڑی "قوت" وطاقت شمار ہوتے ہوں۔ تفسیر رازی کی درج بالا عبارت میں جو بہتر کہ کر تفسیر کی ہے اس سے اشارہ اس طرف ہے کہ اس کے بالمقابل ایک دوسری تفسیر بھی ہے۔ چنانچہ کچھ مفسرین نے وہ دوسری تفسیر اختیار کی ہے اور "من" کو تبعیض کے لئے قرار دیا ہے، اس تفسیر کو علامہ طنطاوی نے حاشیۃ الجمل علی الجلالین کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

---

[7] إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي، روح البيان، دار إحياء التراث العربي (3/ 364)

[8] فخر الدين محمد بن عمر التميمي الرازي الشافعي، تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير، دار الكتب العلمية - بيروت - 1421هـ - 2000م (15/ 499)

قال الجمل: وقوله مِنْ قُوَّةٍ في محل نصب على الحال، وفي صاحبها وجهان: أحدهما أنه الموصول. والثاني: أنه العائد عليه، إذ التقدير ما استطعتموه حال كونه بعض القوة، ويجوز أن تكون مِنْ لبيان الجنس.[9]

(جمل نے کہا ہے کہ ارشاد باری تعالی من قوة حال واقع ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے، اور اس کے ذوالحال کے بارے میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ اسم موصول ذوالحال ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی طرف لاٹنے والا عائد ذوالحال ہے اسلئے کہ اصل عبارت یہ ہے کہ جو تمہیں طاقت ہو اس حال میں کہ وہ کچھ قوت ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ من جنس بیان کرنے کے لئے ہو۔)

اسی طرح تفسیر الدر المصون میں بھی یہی عبارت ہے۔ یہ اگرچہ کچھ فنی اور ٹیکنیکل انداز میں تفسیر کی گئی ہے، لیکن ان دونوں تفاسیر میں "من" کو تبعیض کے لئے قرار دینے سے حاصل یہ ہوگا کہ زمانہ کے موجود آلات وہتھیاروں میں سے چند ایسے آلات کا حاصل کر لینا کافی قرار پائے گا، جن کی بدولت دُشمن کو خوف ہو سکے اور جنگ کو دور کیا جاسکے۔

دونوں تفاسیر کا محاکمہ اور کلر ربوٹس کا مسئلہ

اگرچہ جمہور ہی کی تفسیر راجح معلوم ہوتی ہے کہ ہر زمانہ کے ہر قسم کے ہتھیار اور اعلی ترین ہتھیار مراد ہیں، اردو مفسرین نے بھی اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے، جیسا کہ تفسیر معارف القرآن میں مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی نے یہی تفسیر ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے، البتہ جمہور کی طرف سے پیش کردہ دلیل پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ حدیث میں مذکور لفظ "رمی" سے مراد متبادر الی الذھن تیر اندازی ہے، جیسا کہ متعلقہ روایات میں تیر بنانے کی فضلیت مذکور ہے، جو اس رمی سے تیر اندازی مراد ہونے کو واضح کرتی ہے۔ اس پر اشکال یہ ہوتا ہے کہ رمی کے ذریعے اگر اپنے زمانہ کی اعلی ترین قوت بیان کرنا مقصود تھی تو بظاہر سے اس سے بڑی قوت منجنیق کی صورت میں موجود تھی، جس سے دشمن پر دور سے ہی پتھر پھینکنے کا کام لیا جاتا تھا، اور یہ زیادہ مہلک ہتھیار شمار ہوتا تھا، یہ ہتھیار زمانہ رسالت میں موجود بھی تھا، جیسا کہ بعض روایات میں خود نبی کریم ﷺ کے حوالے سے منقول ہے کہ آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے اہل طائف کے محاصرہ کے دوران ان پر منجنیق نصب کروائی تھی، اس روایت سے فقہانے کچھ مسائل میں استدلال بھی کیا ہے، جیسا کہ آگے اس حوالے سے بحث آئے گی، فقہاء کا استدلال کرنا اس روایت کے صحیح ہونے کی دلیل ہے، جب یہ اس زمانہ کی بڑی قوت

[9] محمد سید طنطاوی (شیخ الأزھر)، التفسیر الوسیط لطنطاوي (6/ 139)

موجود تھی تو قوت کی تفسیر میں اس کا ذکر نہ کرنا بظاہر اس بات کی دلیل ہے کہ اپنے زمانہ کی ہر کامل ترین قوت مراد نہیں ہے۔

جواب: اس اشکال کے جواب میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ منجنیق کا استعمال ہر صورت میں نہیں کیا جاتا بلکہ چند خاص صورتوں میں اس کی اجازت ہے، جیسا کہ فقہاء کرام نے واضح کیا ہے، اس لئے منجنیق کو آیت کی تفسیر کے طور پر ذکر نہیں فرمایا، اس سے پھر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ایسا ہتھیار جو ہر جنگ میں استعمال نہ ہو سکتا ہو، بلکہ مخصوص صورتوں میں ہی استعمال کئے جانے کی اجازت ہو تو ایسا ہتھیار اس آیت کا مصداق اولی نہیں ہے، بلکہ ثانوی درجہ میں مطلوب ہے۔ اس تفصیل سے مزید یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ایسا ہتھیار جس کو کسی بھی جنگ میں استعمال نہ کیا جا سکتا ہو، اس کے بنانے کی اجازت نہیں ہے، جیسا کہ موجودہ زمانہ کے خود مختار ہتھیار یا کلر روبوٹس یہ چونکہ شرعی طور پر کسی جنگ میں استعمال نہیں کئے جا سکتے، آئندہ کی سطور میں واضح کیا جائے گا، اس لئے ان کا بنانا اس آیت کریمہ کے مصداق میں شامل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ہتھیار اپنی اصل وضع میں اعتداء اور عدوان کے تحت آتا ہے، اور ایسی قوت یا قوت کا ایسا استعمال جو اعتداء اور عدوان میں آئے اس کی ممانعت ہے، جیسا کہ شیخ محمد متولی شعراوی نے قوت کی تفسیر واضح کرنے کے بعد لکھا ہے:

> أن الله لم يطالبنا بأن نكون أقوياء لنفتري على غيرنا، فهو لا يريد منا إعداد القوة للاعتداء والعدوان، وإنما يريد القوة لمنع الحرب ليسود السلام ويعم الكون؛ لذلك ينهانا سبحانه وتعالى أن يكون استعدادنا للقتال وسيلة للاعتداء على الناس والافتراء عليهم.[10]

> (اللہ تعالی نے ہم سے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ ہم دشمن کے خلاف اس انداز سے قوی ہوں کہ ہم ان کے خلاف حد سے تجاوز کریں، اعتداء اور عدوان کی غرض سے ہم سے قوت تیار کرنے کا مطالبہ نہیں ہے ، جنگ کو روکنے کی غرض سے قوت حاصل کرنے کا مطالبہ ہے، تاکہ امن کی بالادستی ہو اور امن ساری کائنات میں عام ہو، اسی وجہ سے اللہ تعالی نے ہماری ایسی قتال کی استعداد سے روک دیا ہے جو لوگوں کے خلاف اعتداء اور ظلم کا باعث ہو۔)

دوران جنگ دشمن کے افراد میں تمیز اور خودکار ہتھیار:

[10] محمد متولي الشعراوي (المتوفى: 1418هـ)، تفسير الشعراوي (8/ 4782)

یہ سوال کہ آیا دُشمن کا ہر فرد جنگ میں مارے جانے کا مستحق ہے یا ان میں سے کچھ افرد کا استثناء بھی ہے ؟ اس کا اصولی جواب تو یہ ہے کہ بچے، عورتیں، بوڑھے، مجنون اور عبادت گزرار افراد میں سے جو جنگ میں شریک نہ ہوں، ان کو شرعاً قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے، جیسا کہ اس پر قرآن وسنت کی واضح نصوص شاہد ہیں۔ قرآن کریم کی آیت ہے۔

{وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ}[11]

(لڑو اللہ کی راہ میں جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو، اللہ تعالی زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔)

اس آیت کے تحت مفسرین نے بحوالہ مستند احادیث آداب القتال کے حوالے سے چند امور ذکر کئے ہیں، جن سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دُشمن کے تمام افراد قتل کئے جانے کے مستحق نہیں ہیں، جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں حسب ذیل عبارت مذکور ہے۔

أي: قاتلوا في سبيل الله ولا تعتدوا في ذلك ويدخل في ذلك ارتكاب المناهي -كما قاله الحسن البصري -من المثلة، والغلول، وقتل النساء والصبيان والشيوخ الذين لا رأي لهم ولا قتال فيهم، والرهبان وأصحاب الصوامع، وتحريق الأشجار وقتل الحيوان لغير مصلحة، كما قال ذلك ابن عباس، وعمر بن عبد العزيز، ومقاتل بن حيان، وغيرهم. ولهذا جاء في صحيح مسلم، عن بريدة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: "اغزوا في سبيل الله، قاتلوا من كفر بالله، اغزوا ولا تغلوا، ولا تغدروا، ولا تمثلوا، ولا تقتلوا وليدا، ولا أصحاب الصوامع".[12]

(یعنی اللہ کے راستے میں قتال کرو، حد سے تجاوز نہ کرو، حضرت حسن بصری کے بقول اس حکم میں ان امور کا ارتکاب شامل ہے جو ممنوع ہیں، جیسا کہ مثلہ، خیانت، خواتین، بچوں، ایسے بوڑہے جن کی کوئی رائے اور قتال میں کوئی حصہ نہیں، راہبوں اور عبادت گاہوں والوں کو قتل کرنا، بغیر کسی مصلحت کے درخت کاٹنا، جانوروں کو مارنا، ایسی ہی قول کیاہے عبد اللہ بن عباس، عمر بن عبد العزیز، مقاتل بن حیان

---

[11] [البقرة:190]

[12] رواه الإمام أحمد

أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي[700 -774ه-]، تفسير ابن كثير، دار طيبة للنشر والتوزيع (١٤٢٠ھ)(1 / 524)

اور دیگر حضرات نے، اسی وجہ سے صحیح مسلم میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے: اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جو اللہ تعالی کا انکار کرے اس سے قتال کرو، جہاد کرو، خیانت نہ کرو، دھوکہ مت دو، مثلہ نہ کرو، بچہ اور عبادت گاہ والوں کو قتل نہ کرو، یہ روایت امام احمد نے روایت کی ہے۔)

لہذا جنگی اقدامات کے دوران ہر ایسا اقدام جو اس تمیز کو ختم کر دے اور بچوں بوڑھوں، عورتوں یا عبادت گزاروں کی عام ہلاکت کا باعث بنے اس کی اجازت نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ایسے ہتھیار بنانے اور استعمال کرنے کی اجازت ہو سکتی ہے جو اس تمیز کو ختم کر دے۔

مفسرین کے علاوہ امت کے فقہاء کرام نے بھی ان نصوص کی بنیاد پر یہی حکم مستنبط کئے ہیں۔ چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ بین الاقوامی قانون جنگ پر اپنی کتاب السیر الکبیر میں اس استدلال اور حکم کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لا ینبغی ان یقتل النساء من اهل الحرب و لاالصبیان ولا المجانین ولا الشیخ الفانی، لقولہ تعالیٰ: (وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلو نکم) وھؤلاء لا یقاتلون، وحین استعظم رسول اللہ ﷺ قتل النساء اشار إلیٰ هذا بقولہ: هاه، ما کانت هذه تقاتل، ادرك خالدًا وقل لہ: لا تقتلن ذریة ولا عسیفاً، ولان الکفر وإن کان من اعظم الجنایات، فهو بین العبد وبین ربہ جل وعلا، وجزاء مثل هذه الجنا یة یؤخر إلی دار لجزاء، فأما ما عجل فی الدنیا فهو مشروع لمنفعة تعود إ لیٰ العباد، وذلك دفع فتنة القتال.[13]

(اہل حرب کی خواتین، بچوں، مجنون اور بوڑھے کو قتل کرنا ٹھیک نہیں، کیونکہ باری تعالی کا ارشاد ہے: اللہ کے راستے میں قتال کرو انہیں سے جو تم سے قتال کرتے ہیں، اور یہ لوگ قتال نہیں کرتے ،جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے قتل کو بڑا معاملہ قرار دیا تو یوں اشارہ فرمایا: ہاہ! یہ تو قتال نہیں کرتیں، خالد کے پاس جاو اور اسے کہو کہ اولاد اور مزدور کو ہر گز قتل مت کرے، اور اس وجہ سے کہ کفر اگرچہ بہت بڑا جرائم میں سے ہے لیکن یہ بندے اور اللہ تعالی کے مابین معاملہ ہے)

اس میں نکتہ استدلال یہ ہے کہ محض کفر وجہ قتال نہیں ہے، بلکہ اُن کی طرف سے قتال کا عمل پایا جانا ہی وجہ قتال ہے، لہذا جس فرد کی طرف سے اصولی طور پر قتال نہ پایا جائے اس کو اصلاً قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ کچھ اضطراری اور ضرورت

[13] امام محمد بن حسن شیبانی، السیر الکبیر، 4/186، دار الکتب العلمیہ، بیروت

کی صورتیں موجود ہیں، جن میں قتال میں شریک نہ ہونے والوں کو بھی قتل کرنے کی گنجائش ہے، جیسا کہ آگے تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔لہذا ایسا آلہ جنگ جس کی وجہ سے مقاتل اور غیر مقاتل کے درمیان تمیز ختم ہو جائے اس کی استعمال کی درج بالا شرعی دلائل کی بنیاد پر اجازت نہیں ہے۔

غیر مقاتلین کو مارنے کا جواز اور خود کار ہتھیار کی ممانعت کی دلیل:

بوقت ضرورت غیر مقاتلین کو بھی قتل کرنے یا تکلیف میں مبتلا کرنے کی شرعاً اجازت ہے، یعنی ایسی مخصوص صورتیں کہ جن میں دُشمن قلعہ بند ہو جائے یا زیر زمین کسی جگہ خود کو بند کرلے تو ان پر منجنیق سے پتھر برسانے یا آگ کے ذریعے ہلاک کرنے کی اجازت دی گئی ہے، یہ اجازت بھی نصوص کی بنیاد پر ہے۔ ان اعمال سے مقاتلین کے ساتھ ساتھ غیر مقاتلین بھی ہلاک ہو جائیں گے، لیکن قتال کو ختم کرنے اور حصول فتح کی ضرورت کے پیش نظر ایسا کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔اس حوالے سے شریعت کا طے شدہ ضابطہ ہے۔

''الضرورات تُبيح المحظورات''

(ضروت کے تحت ممنوع کام بھی جائز قرار پاتے ہیں)

اس سلسلے کی نصوص اور ان سے استدلال کو امام محمد رحمہ اللہ نے حسب ذیل انداز میں واضح کیا ہے، چنانچہ پہلے مستنبط شدہ حکم لکھا ہے۔

> ولاباس للمسلمين ان يحر قوا حصن المشركين با لنار اويغر قوها بالماء ،وان ينصبوا عليها المحانيق، وان يقطعوا عنهم الماء وان يجعلو ا فى مائہم الدم والعزرة والسم حتى يفسده عليهم وان هلك بعض من ذكرنا بشيى من هذه الاسباب فلاشيئ على المسلمين فى ذالك.[14]

> (مسلمانوں کے لئے کوئی حرج کی بات نہیں ہے کہ وہ مشرکوں کے قلعوں کو آگ سے جلائیں، پانی سے غرق کر دیں، ان پر منجنیق نصب کریں، ان سے پانی روک دیں، اور ان کے پانی کو خراب کرنے کی غرض سے اس میں خون، گندگی اور زہر ملا دیں، اگر ان کی اسباب کی وجہ سے ان مذکورہ افراد میں سے کوئی ہلاک ہو جائے تو مسلمانوں پر کچھ بھی لازم نہیں۔)

---

[14] امام محمد، السیر الکبیر مع شرحہ، ۴/ ۲۲۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت

اس کے بعد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد دلائل ذکر فرمائے ہیں، ان میں سے ایک دلیل حسب ذیل الفاظ میں بیان کی ہے۔

''واشار سلمان رضی اللہ عنہ الی رسول اللہ ﷺ ان ینصب المنجنیق علی حصن الطائف فنصبہ رسول اللہ ﷺ.[15]

(حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو مشورہ دیا کہ طائف کے قلعہ پر منجنیق نصب کریں، تو آپ ﷺ نے نصب فرمائی۔)

اس واقعہ کے ساتھ مزید کئی ایسے ہی واقعات ذکر کئے، جن کی اطلاع خود نبی کریم ﷺ کو دی گئی اور آپ ﷺ نے کوئی ممانعت نہیں فرمائی، بلکہ تائید فرمائی۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح السیر میں اس استدلال کی مزید وضاحت حسب ذیل انداز میں کی ہے۔

"لأنا امر نا بقهرهم و كسر شوكتهم ، وجميع ماذكر من تدبير الحروب مما يحصل به كسر شوكتهم، فكان راجعاً الى الامتثال لا الىٰ خلاف المامور ".[16]

(کیونکہ ہمیں ان کو مغلوب کرنے اور ان کی شان وشوکت کو توڑنے کا حکم ہے، عبارت میں مذکورہ تمام امور ایسی جنگی تدابیر ہیں کہ جن کے ذریعے ان کی شان وشوکت ٹوٹے گی، لہذا یہ بھی اتباع حکم ہے نہ کہ کسی حکم کی خلاف ورزی)

اس پوری تفصیل میں فقہاء کرام جب غیر مقاتلین کو قتل کرنے کی اجازت ذکر کرتے ہیں، تو یہ علی الاطلاق نہیں ہوتی، بلکہ اس میں دو اہم شرائط ملحوظ ہوتی ہیں، ایک یہ کہ دشمن پر فتح ایسے عمومی حملہ کے بغیر ممکن نہ ہو، دوسرے یہ کہ اس میں مقاتلین ہی کی نیت کی جائی یعنی جن کو اصول طور پر قتل کرنے کی گنجائش ہے ان کو ہی مارنے کی نیت ہو، اب ایسی نیت ایک انسان ہی کر سکتا ہے نہ کہ کوئی ربوٹ، کیونکہ وہ نیت اور اس نیت میں کسی بھی قسم کی تفریق سے عاری ہوتا ہے۔ لہذا جنگ وجہاد میں خودکار ہتھیار اور روبوٹ کے استعمال کی اس دلیل شرعی کی بنیاد پر بھی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

---

[15] حوالہ بالا ۴/ ۲۲۲

[16] امام محمد بن احمد السرخسی، شرح السیر الکبیر۔ ۴/ ۲۲۱

دشمن کے لشکر میں مسلمان کی موجودگی

اگر دشمن لشکر میں مسلمان موجود ہو، جو قتال کے لئے نہ آیا ہو، بلکہ تجارت کی غرض سے گیا ہو، یا مسلمان وہاں قیدی ہو اور ان کے قلعہ پر عمومی حملہ کرنا مجبوری بن جائے تو ایسی صورت میں اگرچہ عمومی حملے کے نتیجے میں وہاں موجود مسلمان کے مرجانے سے مسلمان لشکر پر کوئی گناہ نہیں ہو گا، لیکن اس صورت میں بھی لشکر اسلام کے لئے حملہ سے قبل ایک متعین نیت کرنا ضروری ہے، وہ نیت یہ ہے کہ صرف اپنے دشمن لشکر کے کفار کو قتل کر رہے ہیں، مسلمان کو قتل کرنے کی نیت نہ کریں، یہ اصول تمام فقہاء اسلام نے ذکر کیا ہے، امام ابو بکر جصاص اس صورت کو حسب ذیل انداز میں ذکر کرتے ہیں۔

> قال أبو حنيفة وأبو يوسف وزفر ومحمد والثوري لا بأس برمي حصون المشركين وإن كان فيها أسارى وأطفال من المسلمين ولا بأس بأن يحرقوا الحصون ويقصدوا به المشركين.[17]

> (امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام زفر، امام محمد اور اماثوری رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ مشرکوں کے قلعوں پر تیر برسانے میں کوئی حرج نہیں، اگرچہ اس میں مسلمانوں کے بچے اور قیدی بھی ہوں، ان قلعوں کو آگ لگانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور اس میں قصد صرف مشرکوں کا کیا جائے)

اس کے بعد دلائل ذکر کرنے کے دوران طائف کے قلعہ پر منجنیق نصب کرنے کو ذکر کر کے، دوبارہ یہی حکم ذکر کیا۔

> فدل على ان كون المسلمين فيما بين اهل الحرب لا يمنع رمهم اذا كان القصدف المشركين دو نعم.[18]

> (اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا اہل حرب کے مابین ہونے سے ان کو نشانہ بنانے کی ممانعت نہیں ہے، بشرطیکہ نیت مشرکوں کو مارنے کی گئی جائے نہ کہ مسلمانوں کو)

---

[17] احمد بن علی الرازی لاحصاص، ابو بکر، احکام القرآن، ۵/274، دار احیاء التراث العربی بیرت، 405/ ھ

[18] حوالہ بالا

اسی طرح جب امام محمد رحمہ اللہ نے ایک خاص صورت ذکر کی کہ جب دُشمن زیر زمین کسی جگہ یا قلعہ میں بند ہو جائیں اور ان میں مسلمان بھی موجود ہوں تو ادشمن کو بذریعہ آگ یا منجنیق حملہ کر کے ہلاک کیا جاسکتا ہے، چاہے ضمنی طور پر مسلمان بھی مارے جائیں، اس کے وجہ جواز کو علامہ سرخسی نے حسب ذیل الفاظ میں واضح کیا۔

"لا نهم لم يتعمدوا ذالك المسلمين ، انما اردو ابه المشسركين فيكون ذالك فعلا مبا حالهم".[19]

(اس لئے کہ مسلمانوں نے مسلمانوں کو نشانہ بنانے کا عمد نہیں کیا، انہوں نے تو اس سے مشرکوں کا ہی ارادہ کیا ہے لہذا یہ ایک مباح عمل ہوا۔)

اس سے معلوم ہوا کہ دُشمنوں کے لشکر یا قلعہ وغیرہ میں اگر مسلمان بھی موجود ہوں تو ان کو بالقصد نیت کر کے قتل کرنے کی گنجائش نہیں ہے، بلکہ اگر نیت دُشمن کو ختم کرنے کی ہی ہو اور ضمنی طور پر مسلمان بھی قتل ہو جائیں تو اس کی گنجائش ہے۔ ایسی نیت ایک انسان ہی کر سکتا ہے، کوئی روبوٹ یا خود کار ہتھیار نہیں کر سکتا، اس سے بھی واضح ہوا کہ شرعاکلر روبوٹس کو جنگوں میں استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اسی طرح ایک اور معروف مسئلہ ہے کہ اگر دُشمن کسی مسلمان یا مسلمانوں کے بچوں کو ڈھال بنالیں تو دُشمن کو قتل کرنے کی نیت سے اگر حملہ کیا جائے اور ڈھال بنے ہوئے مسلمان یا بچے قتل ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ اس میں بھی نیت کا عمل دخل ہے، جو کسی خود کار مشین کا کام نہیں ہے، جیسا کہ امام سرخسی نے شرح السیر میں لکھا ہے۔

"ثم بين : انهم اذا انترسوا با طفال للمسلم فلا باس للمسلم ان يرمى اليهم وان اصاب الطفل فليس عليه فى ذالك شئى لأ نه لا يتعمد با لر مى المسلم ، وانما يتعمد به العدو".[20]

(پھر امام محمد نے واضح کیا ہے کہ اگر وہ (دشمن) مسلمان بچوں کو ڈھال بنالیں تو کسی مسلمان کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ تیر سے نشانہ لیکر حملہ کرے، اگر یہ تیر مسلمان بچے کو لگ جائے تو اس حملہ آور کے لئے کوئی حرج نہیں کیونکہ اس نے تیر پھینکتے ہوئے مسلمان کا ارادہ نہیں کیا تھا، بلکہ دشمن کا ارادہ کیا تھا۔)

[19] علامہ سرخسی، شرح السیر الکبیر (۲۲۵/۴)

[20] حوالہ بالا: ۲۲۶/۴

اسلامی فقہی تراث میں یہ مسائل بہت متنوع انداز میں بیان ہوئے ہیں جن میں دشمن کی طرف سے مسلمانوں کو ڈھال بنایا گیا ہو، چنانچہ دور جدید کے ایک محقق جناب علي بن نايف الشحود نے تمام متعلقہ مسائل، ان میں فقہا کے اختلافات اور قواعد و دلائل کا احاطہ کرتے ہوئے مکمل ایک کتابچہ تحریر کر دیا ہے، جس کا نام ہے الخلاصة في أحكام التترس[21]، ان مسائل کے حوالے سے بہت مفید کتاب ہے۔

کچھ ذمہ داریوں کا مسئلہ اور کلر روبوٹس کا عدم جواز

اسلامی شریعت کے تحت کچھ مسائل ایسے ہیں کہ ان میں اسلامی لشکر کے تحت جنگ میں شریک افراد پر کچھ ذمہ داریاں یا تاوان لازم ہوتے ہیں۔

الف) ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ اگر دُشمن اپنے ساتھ کسی مسلمان کو زبر دستی لے آیا، اب گر اسلامی لشکر کے حملہ آوروں میں سے کسی نے اس مسلمان کو قتل کر دیا تو اس کی چند ممکنہ صورتیں ہیں۔ کچھ صورتوں میں تاوان (دیت، کفارہ) لازم ہوتا ہے اور کچھ صورتوں میں کچھ بھی لازم نہیں ہوتا۔

ا) اگر مسلمان حملہ آور کو معلوم ہو کہ یہ مسلمان ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ دُشمن لشکر اسے زبردستی ساتھ لایا ہے تو اسے قتل کرنے کے مقصد سے حملہ آور ہونے والے پر تاوان لازم ہے۔ اس تاوان کے بارے میں قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ قصاص لازم ہو لیکن بطور استحسان یہ طے کیا گیا ہے کہ حملہ آور پر قصاص تو لازم نہیں ہو گا۔ البتہ اس کے مال سے دیت لازم کی جائے گی۔

اس تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں السیر الکبیر مع شرحہ[22]

---

[21] علي بن نايف الشحود، الخلاصة في أحكام التترس، 1432ھ - 2011م

[22] السير الكبير مع شرحہ ۴/ ۳۲۲

اس مسئلہ پر غور کرنے سے واضح ہو گا کہ جنگوں میں خود کار ہتھیار استعمال نہیں کر سکتے، اس لئے کہ اولا تو ایسا روبوٹ کسی مسلمان کے مسلمان ہونے کو کیسے پہنچان سکتا ہے؟، مزید یہ کہ مسلمان کے نکرہ ہونے یا نہ ہونے کو کیسے پہنچان سکتا ہے؟، اس سے بڑھ کر ایک روبوٹ اور مشین پر دیت کی ذمہ داری کیسے عائد کی جاسکتی ہے۔

۲) دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان لشکر کے فرد کی غلطی سے تیر یا پتھر کسی دوسرے مسلمان کو لگ گیا، جو مسلمان لشکر ہی کا حصہ ہے یا مسلمان لشکر میں شریک ہونے آرہا تھا تو جس سے غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اس پر دیت اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے، امام محمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وان انقطع وتر الر امی فرجع السہم علی رجل مسلم فی صف المسلمین، او مالت الرمیۃ فاصابت رجال من المسلمین و قد تقدم للقتال ، فعلیہ الدیۃ علی عاقلتہ والکفارۃ.[23]

(اگر تیر انداز کی کمان کی رسی ٹوٹ جائے اور تیر پلٹ کر مسلمانوں کی صف میں موجود کسی مسلمان کو لگ جائے، یا تیر نشانہ سے ہٹ کر کچھ ایسے مسلمانوں کو لگ جائے جو قتال کے لئے آرہے تھے، تو اس تیر انداز کی عاقلہ پر دیت لازم ہو گی، اور اس پر کفارہ لازم ہو گا۔)

اب اس مسئلے کے حکم پر غور کریں تو کلر روبوٹس پر اس کے اطلاق کی کوئی صورت ممکن نظر نہیں آتی، ایک تو اس اعتبار سے کہ یہاں عاقلہ پر دیت لازم ہوئی ہے جو کہ کسی انسان کے رشتہ دار یا کام میں شریک افراد ہوتے ہیں جبکہ روبوٹ کے لئے کسی عاقلہ کا تصور ایک امر محال ہے، دوسرا اس اعتبار سے کہ یہاں دیت کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم کیا گیا ہے۔ قتل خطا کا کفارہ حسب ذیل آیت میں بیان ہوا ہے:

{وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ}[24]

(اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا بھی ضروری ہے، پس جو نہ پائے اس کے ذمے لگاتار دو مہینے کے روزے ہیں، اللہ تعالی کی طرف سے بخشوانے کے لئے۔)

---

[23] السیر الکبیر مع شرحہ ۴/ ۳۲۲

[24] [النساء:92]

یعنی مومن غلام آزاد کرنا اور اگر غلام میسر نہ ہو جیسا کہ آج کی صورت حال ہے، تو ساٹھ روزے لگاتار رکھنا۔ کفارہ کا یہ تصور کسی انسان سے ہی متصور ہو سکتا ہے کسی مشین سے نہیں۔

۳) تیسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کو دشمن کے لشکر میں دیکھ کر اسی پر حملہ آور ہونے کی نیت اور اسے دُشمن سمجھ کر حملہ کیا ہو تو حملہ آور پر دیت لازم ہے۔ علامہ سرخسی اس مسئلے کو حسب ذیل الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔:

فمن ذلك ان يتعمده با لرمية حين راه فی صف المشركين وهو يظنّه من المشركين فاذا هو مسلم ، وهذا عمد فی الحقيقة، لانه ، قصد شخصا بعين واصابه، فاما ظنه فليس بمتصل بفعله، ولكنه خطا شرعاً،عرفناه بالسنة۔۔[25]

(ان میں ایک صورت یہ ہے کہ مسلمان کو مشرکوں کی صف میں دیکھ کر، اسے مشرکین میں سے ہی سمجھ کر عمداً نشانہ بنایا، حالانکہ وہ مسلمان تھا، یہ در حقیقت قتل عمد ہے، کیونکہ اس نے ایک متعین شخص کا قصد کیا ہے اور اسے نشانہ لگایا ہے، جہاں تک اس گمان کا تعلق ہے تو وہ اس کے فعل سے متصل نہیں ہے، لیکن شرعی طور پر یہ خطا ہے، اس کو ہم نے سنت سے پہچانا ہے)

اس سنت کے استدلال سے مراد ایک خاص واقعہ ہے جو حضرت یمانؓ کے ساتھ پیش آیا ان کو خود مسلمانوں نے غیر مسلم تصور کرتے ہوئے شہید کر دیا تھا تو حملہ آواروں پر نبی کریم ﷺ نے بطور تاوان دیت لازم فرمائی تھی۔ اس سے بھی واضح ہوا کہ خود کار ہتھیاروں / کلر روبوٹس کو جنگ میں استعمال کرنا شرعی احکام کے اطلاق میں روکاوٹ کا باعث بنے گا۔ ان تمام مسائل اور اسی طرح کے کچھ دیگر مسائل میں مسلمان حملہ آور پر کچھ ذمہ داریاں بصورت تاوان لازم کی گئیں ہیں، جو کسی انسان پر ہی ممکن ہیں کسی مشین یا روبوٹ پر ممکن نہیں ہیں۔

کلر روبوٹس کے لئے ممکنہ دلیل جواز اور اس کا جواب:

کلر روبوٹس کو جائز قرار دینے کے لئے کوئی یہ دلیل دے سکتا ہے کہ قرآن کریم میں اصحاب الفیل کا ایک واقعہ بیان ہوا ہے، جو ابرہ کا لشکر تھا جس کو ہلاک کرنے کا واقعہ حسب ذیل پیرائے میں بیان ہوا ہے۔

وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ، تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ، فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ [26]

---

[25] شرح السیر الکبیر: ۴/ ۲۲۵

[26] [الفیل: 3 - 5]

(اور ان پر پرندوں کے جھنڈ پر جھنڈ بھیج دیئے، جو ان کو مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے، پس انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔)

اس میں کچھ پرندوں کے منہ میں کنکر دیکر بھیجا گیا جن کے ذریعے ابرہ کے لشکر کو ہلاک کر دیا گیا، اس ساری کارروائی کا بغور جائزہ لیا جائے تو در حقیقت یہ انسانی عمل دخل (intervention) کے بغیر ایک خود کار قسم کے آلات سے کی گئی کارروائی تھی، اور کلر روبوٹس یا خود کار آلات کی بھی یہی صورت ہوتی ہے، لہذا کلر ربوٹس کی بھی اسی طرح اجازت ہونی چاہئے اور یہ اصحاب الفیل والا واقعہ اس کی نظیر اور بنیاد بن سکتا ہے۔

استدلال کا جواب:

اس استدلال کا جواب بہت واضح اور نمایاں ہے کہ یہ ایک عذاب تھا جو اللہ تعالی کی طرف سے ان لوگوں پر نازل کیا گیا تھا، اور عذاب دینے کے کسی واقعہ یا صورت کو جنگ کے اقدام کے طور پر بطور جواز دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

خلاصہ کلام:

درج بالا تفصیلات سے حسب ذیل نکات حاصل ہوتے ہیں:

- کلر روبوٹس، کلی خود کار ہتھیار، خود مختار ہتھیاروں کا نظام (AWS) یا اسی طرح کے دیگر ناموں سے رائج ہتھیاروں سے مراد ایسا اسلحہ یا مشین ہے جس کے استعمال ہونے میں انسانی عمل دخل بالکل نہ ہو، ان میں خود مختاری کی یہ کیفیت ایک مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعے پیدا کی جائے جو مخصوص سافٹ ویئر کا نظام ہے۔
- درج بالا ہتھیاروں پر دو حوالوں سے بحث ہو سکتی ہے، ایک حوالہ بین الاقوامی قانون انسانیت (IHL) کا ہے، جبکہ دوسرا حوالہ، اسلامی شریعت کا ہے، زیر نظر مقالہ میں دوسرے حوالے سے بحث کر کے نتائج مرتب کئے گئے ہیں۔
- قرآن کریم نے اہل اسلام کو جو دشمن کے خلاف قوت تیار رکھنے کا حکم دیا ہے، جمہور کے مطابق اس میں اگرچہ ہر طرح کی قوت اور زمانہ ہر جدید سے جدید سے اسلحہ کا حصول شامل ہے، لیکن ایسا اسلحہ جس کا استعمال کسی بھی جنگ میں درست نہ ہو، وہ اس اس حکم ربانی کا مصداق نہیں ہے، جیسا کلر روبوٹس یا انسانی عمل دخل کے بغیر اسلحہ، ان کا بنانا اس حکم کے تحت شامل نہیں ہے۔

- اصولی طور پر دشمن کے افراد میں تقسیم ہے ،کچھ مقاتلین ہیں اور کچھ غیر مقاتلین، مقاتلین کو اصولی طور پر مارنے کی اجازت ہے، غیر مقاتلین کو مارنے کی اجازت نہیں،لہذا ایسا اقدام یا ایسا اسلحہ جس کی وجہ سے مقاتل و غیر مقاتل کی تمیز ختم ہو جائے ،اس کے استعمال کی اجازت نہیں، کلر روبوٹس کے استعمال میں چونکہ یہی صورت سامنے آتی ہے اس لئے اس کے بنانے اور استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔
- دشمن کے غیر مقاتلین کو بھی چند مخصوص صورتوں میں مارنے کی اجازت ہے، لیکن ان میں مقاتلین کا قصد کرنا، غیر مقاتلین کا قصد نہ کرنا ایک لازمی ہدایت ہے، مخصوص صورتوں کا تعین نیز نیت میں فرق کرنا ایک انسان کا کام ہے، کسی مشین یا روبوٹ کا کام نہیں ہے،لہذا جنگوں میں ان کا استعمال شرعی احکام پر کماحقہ عمل میں روکاوٹ بنے گا اس لئے ان کا استعمال درست نہیں۔
- دوران جنگ کچھ ایسی صورتیں پیش آسکتی ہیں کہ دشمن مسلمانوں یا ان کے بچوں کو ڈھال بنالیں، لیکن حملہ لازمی ہو تو ایسی صورت میں حملہ کرتے ہوئے مخصوص نیت کرنا لازم ہے یعنی صرف دشمن کو قتل کرنا لہذا اگر ضمنی طور پر مسلمان بھی مارے جائیں تو کوئی گناہ نہیں ہو گا، نیت کرنا اور پھر نیت میں ایسی تقسیم کرنا انسان کا کام ہے، کسی روبوٹ یا مشین کا کام نہیں ہے۔
- کچھ مخصوص صورتوں میں مسلمان حملہ آوروں پر تاوان کی صورت میں کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جیسا کہ خود اپنے مال میں دیت لازم ہونا، یا عاقلہ پر دیت کا لازم ہونا، یا کفارہ لازم ہونا جیسے احکام صرف کسی انسان پر لاگو ہوتے ہیں کسی مشین یا روبوٹ پر لاگو ہونے کا کوئی تصور نہیں ہے،لہذا جنگوں میں ان کا استعمال ان احکامات پر عمل در آمد میں روکاوٹ ہو گا۔
- خلاصہ یہ ہے کہ شرعی احکامات کی روشنی میں کلر روبوٹس کا بنانا اور جنگوں میں ان کا استعمال درست نہیں ہے۔